کسی چیز کے مالیت ہونے، یا نہ ہونے کا ضابطہ امام شافعیؒ نے باب اللقطة میں اس طرح بیان کیا ہے۔

۱۔ ہر وہ چیز جس سے استفادے کا تصور کیا جا سکتا ہے، اسے مالیت (monetary value) کی حامل چیز شمار کیا جائے گا، اور ہر وہ چیز جو اپنی حقیر مقدار (جیسے گندم کا ایک دانہ) کی وجہ سے (فطری طور پر) قابلِ انتفاع نہ ہو، مالیت سے خارج سمجھی جائے گی۔

۲۔ اسی طرح ہر وہ چیز جس کی مہنگائی کے زمانے میں (من مانی) قیمت پیش کی جائے، مالیت کی حامل تصور ہوگی۔ (الاشباه والنظائر ۳۲۷)

بیع کی اقسام

بیع کو بنیادی طور پر دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلی قسم کا تعلق بدل وعوض کے ساتھ ہے جب کہ دوسری قسم کا تعلق بیع کے حکم کے ساتھ ہے۔ بدل وعوض سے تعلق رکھنی والی قسم کی مزید دو اقسام ہیں، ان میں سے ایک دوطرفہ عوض وبدل (counter-values) سے تعلق رکھتی ہے، جب کہ دوسری قسم صرف ایک طرف کے عوض وبدل سے متعلق ہے، یعنی ثمن (قیمت) کے ساتھ۔

دوطرفہ بدل وعوض کے لحاظ سے بیع کی اقسام

دوطرفہ عوض وبدل کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں ہیں:

(الف) عین کی عین کے ساتھ بیع — یہ ایک شئے کا دوسری شئے کے ساتھ تبادلہ ہے۔ یہ بیع مقایضہ یا جنس کے جنس سے تبادلے پر مشتمل بیع بھی کہلاتی ہے۔

(ب) عین (سامان) کی دین یعنی زرنقد کے ساتھ بیع — یہ سامان تجارت کی، زرنقد یعنی درہم ودینار اور رائج سکوں، نیز ناپ تول اور باہم مشابہ گنتی کی جانے والی ایسی اشیاء کے عوض فروخت ہے جن کی صفات متعین کردی گئی ہوں۔

(ج) بیع سلم — یہ دین (بائع کے ذمے مستقبل میں واجب الادا چیز) کی عین (متعین نقد

قیمت) کے ساتھ بیع ہے۔

(د) بیع صرف — دین کی دین کے ساتھ بیع۔ یہ زرنقد کا زرنقد کے ساتھ تبادلہ ہے۔

ثمن کے اعتبار سے بیع کی اقسام

بیع کی وہ قسم جس کا تعلق یک طرفہ عوض وبدل، یعنی ثمن سے ہے، پانچ قسموں کی ہے:

(الف) بیع المساومہ (بھاؤ تاؤ کے نتیجے میں طے ہونے والی قیمت پر مشتمل بیع) — یہ سامان کو کسی بھی ایسی قیمت پر فروخت کرنے کا نام ہے جس پر دونوں فریق متفق ہو جائیں۔

(ب) بیع المرابحہ — یہ قیمت خرید پر ایک متعین اضافے کے عوض سامان کی فروخت کا نام ہے۔

(ج) بیع التولیہ — یہ قیمت خرید پر سامان کو فروخت کرنے کا نام ہے، یعنی بلا نفع ونقصان فروخت۔

(د) بیع الاشتراک — یہ مذکور بالا بیع التولیہ کی مانند ہے، لیکن اس میں مبیع کے کچھ حصے کی کچھ زرثمن کے ساتھ فروخت ہوتی ہے۔

(ہ) بیع الوضیعہ — یہ قیمت خرید سے کم پر، یعنی نقصان کے ساتھ بیع کا نام ہے۔

(بدائع الصنائع ۵:۱۳۴-۱۳۵)

بدل وعوض کے اعتبار سے بیع کی چند اہم اقسام

ذیل میں بدل وعوض کے اعتبار سے بیع کی چند اہم اقسام نسبتاً تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں۔

۱- بیع مرابحہ وتولیہ

مرابحہ یہ ہے کہ قیمت خرید پر کچھ نفع لے کر کوئی چیز فروخت کی جائے۔ تولیہ کسی چیز کو بغیر کسی نفع کے محض قیمت خرید پر بیچنا ہے۔ بیع کی یہ دونوں اقسام جائز ہیں، کیونکہ ان میں جواز بیع کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں، نیز لوگوں کو اس قسم کے معاملے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ اس کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ ایک کند ذہن یا تجارتی امور میں ناتجربہ کار شخص کو اکثر یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ تجارتی معاملات میں سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص پر انحصار کرے اور جس قیمت پر اس

سمجھ دار شخص نے کوئی چیز خریدی ہے، اسی پر وہ چیز خرید کر اپنے قلبی اطمینان کا سامان کرے۔ ان فوائد کی بنا پر بیع کی یہ دونوں قسمیں جائز قرار پائیں۔ بیع کی ان اقسام کا بنیادی انحصار فروخت کنندہ کی سچائی اور خیانت سے اس کے اجتناب پر ہوتا ہے، (یعنی اس طرح کے معاملے میں فروخت کنندہ کی سچائی اور امانت داری بنیادی عنصر ہے۔ واضح رہے کہ مرابحہ اور تولیہ میں بائع کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی لاگت اور قیمتِ خرید پوری سچائی اور دیانت کے ساتھ خریدار کو بتائے)۔

صحیح روایت میں وارد ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے دو اونٹ خریدے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ ان میں سے ایک مجھے قیمت خرید پر (یعنی بیع تولیہ کی صورت میں) دے دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا: آپ بغیر قیمت ادا کیے لے سکتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر قیمت کے بغیر ہے تو پھر نہیں۔ (الھدایہ ۳:۵۶)

۲- بیع سلم (قیمت کی پیشگی ادائیگی اور سامان کی مستقبل میں سپردگی کا معاملہ)

اہل لغت کے نزدیک سلم اور سلف دونوں ایک ہی معنی میں آتے ہیں، تاہم سلف قرض کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لفظ سلم اہل حجاز کے ہاں مستعمل ہے، جبکہ اہل عراق اسے سلف کہتے ہیں۔ یہ بات ماوردی نے کہی ہے۔ معاملۂ سلم کو سلم اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اس میں چیز کی قیمت معاہدے کے وقت پیشگی ادا کر دی جاتی ہے۔ سلم ایک ایسی چیز کا معاہدہ ہے جسے وصف (description) کے ذریعے بیچا جاتا ہے اور اسے مستقبل میں فراہم کرنا بائع کے ذمے ہوتا ہے۔ اس کی قیمت مجلس معاہدہ میں بائع کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ المبدع میں آیا ہے: ”یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ قبض ثمن معاملہ کی شرط ہے (جس کا معاملے سے پہلے پایا جانا ضروری ہے) نہ کہ اصل معاملہ کا حصہ“۔

درست بات یہ ہے کہ سلم وصف کے ذریعے طے پانے والی اور بائع کی ذمہ داری کا حصہ بننے والی ایک ایسی بیع ہے جس میں فروخت شدہ چیز مستقبل میں ایک مقررہ وقت پر مشتری کو فراہم کی جاتی ہے۔ اس کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔ یہ بات ابن المنذر نے بیان کی ہے۔ اس

کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ''اے ایمان والو! جب بھی تم کسی متعین وقت کے لیے دین کا معاہدہ کروتو اسے لکھ لیا کرو''۔ سنت سے اس کے جواز کی دلیل حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینے تشریف لائے تو اس وقت لوگ پھلوں کی خرید کے لیے دو تین سال پیشگی قیمت ادا کر دیتے تھے، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عقد سلم کرے (کسی چیز کی خریداری کے لیے پیشگی رقم دے) تو اسے چاہیے کہ وہ ایک معین پیمائش و وزن کی چیز کا سپردگی کے وقت کے تعین کے ساتھ معاہدہ کرے۔

بیع سلم کے جواز کی بنیاد یہ بھی ہے کہ لوگوں کو ایسا معاملہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس معاملے کی درستگی کی شرائط وہی ہیں جو معاملہ بیع کی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ عام بیع کے برعکس یہ معاملہ غیر موجود چیز میں ہوتا ہے۔ عام بیع موجود اشیاء اور ایسی غیر موجود اشیاء میں ہوسکتی ہے جن کی صفات (characteristics) کا تعین کرلیا گیا ہو۔ یہ معاملہ بیع، سلم اور سلف کے علاوہ ہر اس لفظ کے ساتھ ہوسکتا ہے جو عام بیع میں استعمال ہوتا ہے۔

(کشاف القناع ۳: ۲۷۵-۲۷۶)

۳- بیع صرف

نقود (کرنسی) کا نقود سے تبادلہ، چاہے وہ دونوں ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہوں یا دو مختلف اجناس سے، بیع صرف کہلاتا ہے۔ یہ بیع معین نقود میں بھی ہوسکتی ہے اور ایسے نقود میں بھی جن کی صفت بیان کردی گئی ہو۔ معین نقود کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تمہیں یہ دیناران دراہم کے عوض فروخت کرتا ہوں۔ صفت کے ذریعے نقود کی فروخت کی مثال یہ ہے کہ میں تمہیں فلاں جنس کا دینار (جیسے کویتی دینار) فلاں قسم کے بیس درہموں کے عوض فروخت کرتا ہوں۔ اگر دینار و درہم کو اس نے متعین کیے بغیر مطلق دینار و درہم کا لفظ استعمال کیا تو ایسی صورت میں اس سے مراد مروج دینار و درہم ہوں گے، لیکن اگر اس علاقے میں ایک سے زیادہ کرنسیاں ہوں، تو زیادہ استعمال ہونے والی کرنسی مراد ہوگی، تاہم ایسی صورت میں یہ ضروری ہوگا کہ بائع و مشتری کرنسی کو مجلسِ معاہدہ میں متعین کریں اور علیحدگی سے پہلے دونوں فریق اپنے

ذمے کی کرنسی ایک دوسرے کے سپرد کردیں۔

یہ بھی جائز ہے کہ ایک طرف کی کرنسی متعین ہو جب کہ دوسری طرف کی کرنسی متعین نہ ہو، لیکن اس کی صفت بیان کردی جائے، جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ میں تمہیں یہ دینار تمہارے ذمے واجب الادا، دس درہموں کے عوض فروخت کرتا ہوں [اس صورت میں بھی دینار کا درہموں سے تبادلہ دست بدست ہونا چاہیے]۔ بیع صرف اس صورت میں جائز نہیں ہے جب دونوں طرف کے نقود قرض ہوں، کیونکہ یہ دین کی دین کے ساتھ بیع ہے، جو شرعاً جائز نہیں۔ ایک جنس کی دو کرنسیوں کا تبادلہ (جیسے دینار کا دینار کے ساتھ تبادلہ) گو کہ تفاضل کے ساتھ جائز نہیں، تاہم ایک حیلے کے ذریعے یہ تبادلہ اضافے کے ساتھ ہوسکتا ہے اور وہ حیلہ یہ ہے ایک شخص اپنے ذمے کے دینار، دراہم یا سامان کے بدلے میں فروخت کرے اور پھر ان درہموں سے وہ مطلوبہ دینار خریدے (دوسرے الفاظ میں دینار کا دینار کے ساتھ براہ راست تبادلہ نہ کیا جائے، بلکہ بالواسطہ تبادلہ کیا جائے)۔ ایک اور حیلہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کو اس کی مطلوب کرنسی قرض دے کر معاف کردے۔ ایک حیلہ یہ بھی ہے کہ ہم جنس کرنسیوں کی بیع تو برابری کی بنیاد پر ہو، لیکن فاضل حصہ ہبہ کردیا جائے، تاہم یہ ضروری ہے کہ قرض یا ہدیے کو معاملے کی شرط نہ بنایا جائے، (یعنی بے ساختگی میں یہ معاملہ طے پائے)۔ یہ بات واضح رہے کہ اس طرح کے معاملے کا قصد ونیت مکروہ ہے۔

(مغنی المحتاج ۲:۲۵)

۴۔ بیع استصناع (آرڈر پر کوئی چیز بنوانا)

استصناع یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کاریگر، مثلاً موچی یا کمہار سے یہ کہے کہ تم میرے لیے اپنے پاس موجود چمڑے سے اتنی قیمت کا جوتا بنادو، یا تانبے سے برتن بنادو۔ وہ مطلوبہ کام کی نوعیت، مقدار وجسامت اور خصوصیات کا بھی تعین کردے۔ اس پر کاریگر کہے کہ مجھے یہ کام قبول ہے۔

استصناع کے مفہوم کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ استصناع دوطرفہ وعدہ ہے، معاہدۂ بیع نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ معاہدۂ بیع ہی ہے، لیکن

خریدار کو اس میں بنی ہوئی چیز دیکھنے پر معاہدے کو فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ یہی آخر الذکر قول درست ہے۔ اس کے درست ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امام محمدؒ نے اس کے جواز میں قیاس اور استحسان جیسے اصولوں کا حوالہ دیا ہے جنہیں محض وعدوں میں بروئے کار نہیں لایا جاتا۔ اسی طرح انہوں نے استصناع میں مشتری کے خیارِ رویت کے حق کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ خیارِ رویت خرید وفروخت کے معاہدات میں ہوتا ہے نہ کہ وعدوں میں۔ نیز اس میں عدالتی چارہ جوئی بھی ہوسکتی ہے جو کسی حق اور لازم امر میں ہوتی ہے نہ کہ وعدے میں۔ مزید براں اس بارے میں بھی علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ اگر یہ بیع ہے تو بیع کی کس قسم سے تعلق رکھتی ہے؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ ایک ایسی چیز کی بیع ہے جس کی فراہمی دوسرے فریق کے ذمے ہے، (یعنی غیر موجود چیز کی بیع جسے مستقبل میں ایک فریق نے فراہم کرنا ہے)۔ بعض کا قول ہے کہ یہ ایک ایسی مبیع کا معاہدہ ہے جس کی فراہمی ایک فریق کے ذمے ہے اور اس میں کام (کاریگری) بھی اس فریق کے ذمے ہے۔ پہلے قول کی دلیل یہ ہے کہ اگر کاریگر پہلے سے بنی بنائی چیز پیش کرے اور اسے خریدار پسند کرے تو عقد جائز ہوگا۔ اگر کام یا کاریگری معاہدے کی شرط ہوتی تو مذکورہ معاملہ جائز نہ ہوتا۔ شرط کا تقاضا تو یہ ہے کہ کام وصنعت معاہدے کے بعد شروع ہو، حالانکہ وہ کام ماضی میں ہو چکا ہے۔ ان دونوں اقوال میں درست قول دوسرا ہے، کیوں کہ استصناع میں کسی چیز کو بنوانے کے مطالبے کا مفہوم شامل ہے۔ اگر اس میں بنانے یا صنعت کا عمل داخل نہیں تو وہ معنوی اعتبار سے استصناع نہیں، نیز اس لیے بھی کہ اگر مبیع کی فراہمی دوسرے کے ذمے ہو تو اسے بیع سلم کہا جاتا ہے۔ ناموں کا یہ اختلاف دونوں معاملوں کی حقیقت میں اختلاف کو ظاہر کرتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اگر کاریگر پہلے سے کوئی بنی بنائی چیز پیش کردے اور بنوانے والا اس پر راضی ہوجائے تو ایسے معاہدے کے جواز کی بنیاد سابقہ معاہدہ (معاہدۂ استصناع) نہیں، بلکہ نیا معاہدہ ہے جس کے بموجب فریقین باہمی رضامندی سے کسی چیز کے لین دین پر راضی ہوئے ہیں۔ (بدائع الصنائع ۵:۲۲۶)

☆ فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے ☆

حکم کے اعتبار سے بیع کی اقسام

ایسا معاہدہ جو اپنی اصل (ارکان معاہدہ) کے اعتبار سے تو شرعی تقاضوں کے مطابق ہو، مگر وصف، یعنی معدے سے وابستہ شرائط اور دیگر خارجی اوصاف کے اعتبار سے شریعت کے مطابق نہ ہو، معاہدۂ فاسد ہے۔ اس کے برعکس باطل معاہدہ ایسا معاہدہ ہے جو اصل اور وصف دونوں اعتبارات سے شریعت کے منافی ہو۔ مکروہ وہ معاہدہ ہے جس کی ممانعت کسی خارجی تعلق کی بناء پر ہو، جیسے اذانِ جمعہ کے وقت خرید وفروخت کرنا۔

البنایة میں اس کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ایسا معاہدہ جو اصل و وصف کے اعتبار سے جائز ہو، مگر معاہدے سے متصل کسی ممنوع خارجی عنصر کی بناء پر اس کی ممانعت کر دی گئی ہو۔ وسیع مفہوم میں اسے بیع فاسد کے تحت بھی لایا جا سکتا ہے۔

آپ نے یہ اندازہ کر لیا ہوگا کہ فاسد، باطل سے مختلف چیز ہے۔ واضح بات ہے کہ جو معاہدہ اپنی اصل کے اعتبار سے جائز ہو، وہ یقیناً اس معاہدے سے مختلف ہوگا جو مطلقاً ناجائز ہو۔ فاسد معاہدے کے نتیجے میں خریدار کو خریدی ہوئی چیز کے ملکیتی حقوق حاصل ہو جاتے ہیں، بشرطیکہ اس نے وہ چیز اپنے قبضے میں لے لی ہو۔ بیع باطل سے خریدار کو چیز کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی۔ نتائج کا یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ فاسد و باطل دو مختلف چیزیں ہیں۔

(تکملہ ردالمحتار ۷:۱۶۹)

ہر وہ چیز جو بیع کے رکن، یعنی ایجاب وقبول اور محل بیع میں خلل پیدا کرے، اس سے بیع باطل ہو جاتی ہے، مثلاً اگر خرید وفروخت کا معاملہ کوئی پاگل یا بے سمجھ نابالغ بچہ کرے تو بیع باطل ہوگی۔ اسی طرح محل بیع، یعنی فروخت شدہ چیز میں اگر کوئی شرعی خلل ہو جیسے وہ مردار ہو، یا خون ہو یا شراب، یا وہ کوئی آزاد انسان ہو تو اس سے بھی بیع باطل ہوگی۔ اگر خلل ونقص رکن بیع (ایجاب وقبول) اور محل بیع کے علاوہ کسی اور چیز میں ہو جیسے فروخت شدہ چیز کی قیمت شراب کی صورت میں ہو، یا وہ کوئی ناقابل سپردگی چیز ہو، یا معاہدے میں کوئی ایسی شرط ہو جو تقاضائے معاہدہ کے منافی ہو تو اس سے بیع فاسد ہوگی نہ کہ باطل۔ اس کے باطل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بیع کے رکن، یعنی

ایجاب وقبول اور محل معاہدہ، دونوں نقص سے پاک ہیں۔اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وصف بیع ایک خارجی امر ہے جس کا رکن بیع اور محل بیع سے کوئی تعلق نہیں۔(وصف میں خلل بیع کو فاسد کرتا ہے نہ کہ باطل)۔

شرح مسکین میں آیا ہے کہ فاسد معاملے کو باطل معاملے سے جدا کرنے کا ضابطہ یہ ہے کہ عوضین (مبیع اور ثمن) میں کوئی ایک بھی اگر کسی آسمانی مذہب میں مال نہ سمجھا جاتا ہو تو ایسی چیز کی خرید وفروخت باطل ہوگی، چاہے وہ چیز مبیع ہو یا ثمن، چنانچہ مردار، خون اور آزاد انسان کی بیع باطل ہے۔اسی طرح مردار، خون اور آزاد انسان کو کسی فروخت شدہ چیز کا ثمن بنانا بھی ناجائز ہے، لیکن اگر مذکورہ اشیاء کسی آسمانی مذہب میں مال کی حیثیت رکھتی ہیں تو انہیں ثمن تو بنایا جاسکتا ہے، لیکن مبیع نہیں۔ چنانچہ اگر انہیں ثمن، یعنی کسی فروخت شدہ چیز کی قیمت بنایا گیا تو بیع فاسد ہوگی، لیکن اگر انہیں مبیع بنایا گیا تو بیع باطل ہوگی۔

درست بات یہ ہے کہ مذکورہ ضابطہ باطل اور فاسد کے درمیان محض محل بیع کے لحاظ سے ہے۔اوپر کی گفتگو میں رکن بیع اور محل بیع کے لحاظ سے جو بات بیان کی گئی ہے، اس میں زیادہ عمومیت ووسعت ہے، (یعنی رکن اور محل بیع میں خلل بطلان بیع کا سبب ہے اور وصف یا امر خارجی میں خلل فساد بیع کا موجب ہے)۔(تکملہ ردالمحتار ۷:۱۷۰)

ا۔بیع باطل

ہر وہ بیع جس میں شرائط انعقاد، (یعنی ارکان بیع سے متعلق ضروری امور) میں سے کوئی شرط، جیسے فریقین معاہدہ کی اہلیت، محل بیع یعنی بیع کا جائز ہونا، پوری نہ ہو، بیع باطل ہے۔ایسی بیع پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا، کیوں کہ شرعی حکم تو ایسی بیع کا ہوتا ہے جس کا کوئی وجود ہو۔ بیع باطل کا ماسوائے ظاہری شکل کے کوئی وجود نہیں۔اس کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ کوئی شرعی تصرف اہلیت اور محل بیع کی مشروعیت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔حقیقی تصرف وہی ہے جو معاہدے کی اہلیت رکھنے والے فرد کی طرف سے ایک جائز محل بیع پر ہو۔اس بناء پر مردار، خون اور بول وبراز اور نر جانوروں کے مادہ منویہ کی فروخت، نیز ایسی اشیاء کا سودا جو مال نہیں ہیں، بیع باطل ہیں۔(بدائع

الصنائع ۵:۳۰۵)

انعقاد بیع کی شرائط

بیع کے منعقد ہونے کی شرائط چار طرح کی ہیں:

- فریقین معاہدہ سے تعلق رکھنے والی شرائط
- نفس معاہدہ سے تعلق رکھنے والی شرائط
- مجلس معاہدہ سے تعلق رکھنے والی شرائط
- موضوع معاہدہ سے تعلق رکھنے والی شرائط

فریقینِ معاہدہ کی دو شرائط ہیں۔ اولاً: عقل، اور ثانیاً: تعدد، یعنی معاہدہ کرنے والوں کا ایک سے زائد ہونا۔ پاگل اور ناسمجھ بچے کی بیع منعقد نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایسے شخص کی بیع بھی منعقد نہیں ہوتی جو بائع و مشتری دونوں کی طرف سے وکیل ہو، ہاں البتہ والد، وصی اور قاضی دونوں فریقوں کے وکیل بن سکتے ہیں۔

فریقِ معاہدہ کے لیے بالغ اور آزاد ہونا شرط نہیں۔ نابالغ بچہ اور غلام خرید و فروخت کا معاہدہ کر سکتے ہیں، تاہم ایسا معاہدہ بچے کے سرپرست اور غلام کے آقا کی اجازت تک موقوف رہے گا۔

نفس معاہدہ کی بھی دو شرطیں ہیں۔ اولاً: ایجاب وقبول میں مطابقت۔ اگر قبول کرنے والے نے، جس چیز کی پیشکش کی گئی تھی، اس کے علاوہ کسی اور چیز کو قبول کیا، یا اس پیشکش کو جزوی طور پر قبول کیا، یا پیشکش میں بیان کردہ قیمت پر راضی نہیں ہوا، یا قیمت کے کسی حصے پر راضی ہوا تو ایسی صورت میں بیع منعقد نہیں ہوگی، ماسوائے شفعہ کے، جس میں جزوی طور پر کسی چیز کو قبول کیا جا سکتا ہے، مثلاً اگر ایک شخص نے ایک سودے میں ایک غلام اور ایک جائیداد اکٹھی بیچی تو شفعہ کنندہ صرف جائیداد کو قبول کر سکتا ہے۔ ثانیاً: ایجاب وقبول کا لفظ ماضی میں ہونا۔

مجلس معاہدہ کی صرف یہ شرط ہے کہ مجلس معاہدہ ایک ہو۔

موضوع معاہدہ کی شرائط چھ ہیں۔ اولاً: وہ موجود ہو۔ ثانیاً: وہ مال ہو۔ ثالثاً: وہ مالیت کی

حامل کوئی چیز ہو۔ رابعاً: وہ شئے قابل ملکیت ہو (یعنی مباحات میں سے نہ ہو کہ وہ شخصی ملکیت بن نہیں سکتیں)۔ خامساً: اگر بائع کوئی چیز اپنے لیے فروخت کر رہا ہے تو وہ چیز اس کی ذاتی ملکیت میں ہو، (اگر بطور وکیل فروخت کر رہا ہو تو اس صورت میں چیز کا اس کی شخصی ملکیت میں ہونا ضروری نہیں)۔ سادساً: وہ چیز قابل سپردگی ہو۔ کسی معدوم چیز یا ایسی چیز کی بیع جس کے معدوم ہونے کا اندیشہ ہو، درست نہیں۔ جیسے حمل کی جانور کے رحم میں، دودھ کی تھن میں بیع، نیز پھلوں کی پختگی سے پہلے فروخت۔ اسی طرح آزاد انسان، مدبر (وہ غلام جو آقا کی موت کے بعد آزاد ہو جاتا ہے)، امّ ولد (ایسی لونڈی جو اپنے آقا کے بچے کی ماں بنے)، مکاتب (وہ غلام جو اپنے آقا کو ایک متعین قیمت ادا کر کے آزادی حاصل کرے)، نیز مردار اور خون کی بیع، اسی طرح مسلمان کے حق میں شراب اور خنزیر کی بیع بھی درست نہیں۔ گھاس کی فروخت بھی درست نہیں چاہے وہ بائع کی مملوکہ زمین میں ہی کیوں نہ ہو، (کیونکہ وہ مباحات میں سے ہے جس سے تمام افراد فائدہ اٹھا سکتے ہیں)۔ دریا اور کنویں سے پانی کی فروخت، شکار، ایندھن اور گھاس کی اپنی محنت سے جمع کر لینے سے پہلے فروخت، یہ سب ناجائز بیع میں داخل ہیں۔ جو چیز بائع کی ملکیت میں نہیں، اس کی بیع بھی درست نہیں، چاہے وہ بعد میں اس کا مالک بن جائے۔ اس میں استثناء سلم اور غصب شدہ چیز کی فروخت ہے۔ فضولی (self-imposed agent) کی بیع اصل مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔ وکیل کی بیع نافذ العمل ہے۔ اسی طرح ایسی چیز کی فروخت جسے خریدار کو سپرد نہ کیا جا سکتا ہو، ایک ناجائز معاملہ ہے، جیسے گھر سے بھاگے ہوئے غلام، ہوا میں پرندوں اور سمندر میں مچھلی کی بیع۔ (واضح رہے کہ شرائط انعقاد بیع بنیادی طور پر بیع کے وہ بنیادی امور ہیں جن کے نہ ہونے سے بیع منعقد نہیں ہوتی، یا ان میں خلل سے بیع باطل ہو جاتی ہے)۔

(تکملہ ردالمحتار ۷: ۱۱)

۲۔ بیع فاسد

بیع فاسد وہ بیع ہے جس میں صحت بیع کی ضروری شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے۔ (بدائع الصنائع ۵: ۲۹۹)

صحت بیع کی شرائط

● بیع اور قیمت کا دونوں فریقوں کو علم ہو تا کہ لاعلمی کی بنا پر دونوں میں کسی جھگڑے کا احتمال نہ رہے۔ اگر بائع نے کہا: میں نے اس ریوڑ میں سے ایک بکری یا اس ڈھیر میں سے ایک کپڑا فروخت کیا تو بیع (چیز کے عدم تعین کی بنا پر) فاسد ہوگی۔

● معاہدۂ بیع فاسد شرائط سے خالی ہو۔

اس کی متعدد انواع ہیں:

(الف) کسی ایسی شرط کا ہونا جس میں ابہام اور غیر یقینیت کا عنصر پایا جاتا ہو، مثلاً خریدار نے اونٹنی اس شرط پر خریدی کہ وہ حاملہ ہوگی۔

(ب) کوئی ایسی شرط جو تقاضائے عقد کے منافی ہو، یا بائع ومشتری میں سے کسی ایک کو خصوصی فائدہ پہنچاتی ہو، مثلاً کسی نے اس شرط پر مکان فروخت کیا کہ بائع اس میں ایک ماہ تک خود رہے گا۔

(ج) معاہدۂ بیع میں ایک فریق کا اپنے لیے ہمیشہ کے لیے فسخ معاہدہ کا حق محفوظ رکھنا۔

(د) حق فسخ کا ایسے وقت کے ساتھ مشروط ہونا جس کے واقع ہونے میں ابہام اور غیر یقینیت ہو جیسے ہوا کے چلنے یا بارش کے برسنے کے ساتھ اس حق کو مشروط کرنا۔

(ہ) معاہدے کا اکراہ کے تحت ہونا۔ اگر کسی شخص کو زبردستی کسی سودے پر مجبور کیا گیا تو ایسی بیع فاسد ہوگی۔

(و) ادھار بیع میں قیمت کی ادائیگی کی مدت کا معلوم ومقرر نہ ہونا۔

(ز) منقولہ شئے کی بیع میں بائع کے قبضے کا نہ ہونا۔ قبضے سے قبل چیز کی فروخت درست نہیں۔ تاہم غیر منقولہ چیز کی قبضے سے قبل فروخت ہوسکتی ہے۔

(ح) ربوی اموال (وہ اموال جن میں ربا واقع ہوتا ہے) کی صورت میں دونوں طرف کے معاوضوں کا مقدار میں برابر ہونا۔ (بدائع الصنائع، ملخصاً ۵:۱۵۶-۱۸۰)

بیع فاسد کا حکم

جب مشتری نے بیع فاسد میں بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کرلیا، جب کہ عقد میں دونوں عوض مال تھے، تو مشتری مبیع کا مالک ہوجائے گا اور اس پر چیز کی بازاری قیمت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قبضہ کرنے سے اس کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ بیع فاسد ایک ممنوع معاملہ ہے۔ اس بناء پر وہ نعمت ملکیت سے متمتع نہیں ہوسکتا۔ شرعی ممانعت نے اس کے جواز کو ختم کردیا ہے، کیونکہ ممانعت اور جواز ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس عدم مشروعیت کی بناء پر یہ سودا بنائے ملکیت نہیں بن سکتا۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کسی نے کوئی چیز مردار کے عوض بیچی، یا شراب درہموں کے بدلے میں بیچی تو اس بیع میں خریدار کو محض قبضے کی بناء پر چیز کے ملکیتی حقوق حاصل نہیں ہوں گے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ اس بیع میں رکن بیع، یعنی ایجاب وقبول موجود ہے اور وہ ایسے دو افراد سے صادر ہوا ہے جو معاہدے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ یہ ایجاب وقبول ایسی چیز کے ساتھ وابستہ ہے جو موضوع معاہدہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہے، لہٰذا بیع کے منعقد ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ مذکورہ صورت میں اہلیت فریقین معاہدہ اور موضوع معاہدہ کی صلاحیت میں کوئی شک وشبہ یا ابہام نہیں، اور بیع کا رکن یہی ہے کہ مال کا مال کے ساتھ تبادلہ ہو (اور یہ صورت یہاں موجود ہے)۔

جہاں تک ممانعت کا تعلق ہے تو اس کی موجودگی میں جواز معاملہ کا تصور کیا جاسکتا ہے، کیونکہ نفس بیع جائز ہے اور اس سے ملکیت کا حق حاصل ہوسکتا ہے۔ ممانعت محض بیع سے متصل ایک خارجی امر کی بناء پر ہے جیسے اذان جمعہ کے وقت خرید وفروخت کی ممانعت (کہ یہ بیع فی نفسہ مشروع وجائز ہے، مگر اس کی ممانعت ایک ممنوع وقت میں واقع ہونے کی بنا پر ہے)۔ قبضے سے پہلے حق ملکیت کو جائز اس لیے قرار نہیں دیا جاسکتا کہ اس طرح بیع کے ساتھ ملحق موجب خرابی امر کو تقویت ملے گی، جبکہ خرابی (غیر مشروع امر) کا ازالہ واجب ہے، اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ مشتری سودے کو رد کردے۔ بائع کا مشتری کے اس حق اور مطالبے سے انکار کرنا (یعنی بائع کی طرف سے چیز کا واپس لینے سے انکار) اس فساد اور غیر مشروع امر کو مزید مستحکم کرنے کا سبب بن

سکتا ہے۔

بیع فاسد میں ملکیت کی بنیاد کمزور ہوتی ہے، کیونکہ معاہدے کے ساتھ ایک ناپسندیدہ امر ملا ہوا ہوتا ہے۔ اس بنیاد کو قبضے کے ذریعے ہی مضبوط بنایا جاسکتا ہے، جیسا کہ ہبہ میں ہوتا ہے۔ ہبہ کردہ چیز پر قبضے کے بغیر ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔

بیع فاسد کو مردار کی بیع پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ مردار مال نہیں ہے۔ مردار کے بدلے کسی چیز کی فروخت کی صورت میں بیع کا رکن معدوم ہوتا ہے۔ شراب، اگر مبیع بن رہی ہو تو اس (کے عدم جواز کا) حکم ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہاں ایک اور چیز یاد رکھنے کی ہے کہ شراب ثمن تو بن سکتی ہے، مبیع نہیں بن سکتی۔ اگر سودے میں شراب کو ثمن بنایا جائے تو اس صورت میں خریدار پر واجب الادا چیز اس کی بازاری قیمت ہے نہ کہ طے شدہ ثمن۔

امام قدوریؒ نے متن میں یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ قبضہ (جو موجب ملکیت ہوتا ہے) بائع کی اجازت سے ہو اور یہی ظاہر الروایت ہے۔ اجازت کے لیے صریح الفاظ کی ضرورت نہیں۔ یہ اجازت بائع اپنے فعل سے بھی دے سکتا ہے، مثال کے طور پر خریدار مجلس معاہدہ میں چیز کا قبضہ لے لے۔ یہ درست بات ہے، کیونکہ بیع کے مفہوم میں یہ بابت شامل ہے کہ بائع خریدار کو چیز پر قبضے کا حق دے۔ چنانچہ اگر خریدار خریدی ہوئی چیز کو جدا ہونے سے پہلے پہلے بائع کی موجودگی میں اپنے قبضے میں لے لے اور بائع بھی اسے ایسا کرنے سے نہ روکے تو گویا بائع خود اسے یہ اختیار دے رہا ہے۔ ہبہ کی صورت میں بھی مجلس معاہدہ میں ہبہ شدہ چیز پر قبضہ کر لینا بطور استحسان جائز ہے۔

فریقین معاہدہ میں سے ہر ایک کو بیع فاسد کو فسخ کرنے کا اختیار ہے تاکہ خرابی کو دور کیا جاسکے۔ اس اختیار کا قبضے سے پہلے حاصل ہونا ایک بدیہی امر ہے، کیونکہ وہ ابھی تک باعث انتقال ملکیت نہیں بنا، لہٰذا اس سے رکنا اور باز رہنا ضروری ہے۔ اسی طرح قبضے کے بعد بھی دونوں کو فسخ کا حق حاصل ہوگا، خاص طور پر جبکہ خرابی اصل عقد میں ہو، چونکہ یہ ایک سنگین خرابی ہے، لہٰذا معاہدے کو فسخ کرنا ضروری ہے اور یہ حقِ فسخ دونوں کو حاصل ہے، لیکن اگر خرابی کا سبب کوئی شرط

فاسد ہے تو اس صورت میں فسخِ معاہدہ کا حق اسے حاصل ہوگا جس کے مفاد میں شرط ہے، اسے حاصل نہ ہوگا جس کے خلاف شرط ہے، کیونکہ عقد اس کے حق میں قوی اور نا قابل فسخ ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صاحب شرط کو حق فسخ کیوں حاصل ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیع میں اس کی کامل رضامندی شامل نہیں تھی، (بلکہ مشروط رضامندی تھی)، لہٰذا اسے فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔

اگر مشتری نے اس مبیع کو جو اس نے بیع فاسد کے ذریعے خریدی تھی، آگے بیچ دیا تو بیع نافذ ہوگی، کیونکہ وہ اس کا مالک ہے اور وہ اس میں تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اب بائع اوّل کا اپنی چیز کو واپس لینے کا حق بھی ساقط ہوگیا، کیونکہ اب اس کے ساتھ دوسرے مشتری کا حق وابستہ ہے۔ پہلی بیع کا توڑنا حق شرع کی وجہ سے تھا، لیکن چونکہ بندے کا حق شرع کے حق پر مقدم ہے، لہٰذا اب بیع کو فسخ نہیں کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیع اوّل اپنے اصل کے لحاظ سے مشروع تھی، مگر وصف (خارجی امر) کے لحاظ سے غیر مشروع تھی، لیکن بیع ثانی اصل اور وصف دونوں کے لحاظ سے مشروع ہے، لہٰذا جو خرابی بیع اوّل میں ہے، وہ بیع ثانی میں نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہ دوسری بیع اصل بائع کی طرف سے اسے اختیار تصرف دینے کی بنا پر ہے، (یعنی بائع اوّل نے مشتری اوّل کو اختیار دیا اور مشتری نے اسی اختیار کی بناء پر وہ چیز آگے فروخت کی)۔ (الهدايه، ۳: ۵-۵۲)

۳- بیع موقوف

غیر جائز بیع کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) باطل، (۲) فاسد اور (۳) موقوف (یہ ایسی بیع ہے جس کا نفاذ یا اس پر عمل درآمد کسی امر پر موقوف ہوتا ہے۔ مثلاً سات سال سے اوپر کے نابالغ لڑکے کی خرید و فروخت اس وقت تک موقوف رہے گی، جب تک کہ اس کا سرپرست اس سودے کی منظوری نہ دے دے یا راہن کی طرف سے مال مرہون کی فروخت اس وقت تک موقوف رہے گی، جب تک صاحبِ حق یعنی مرتہن اس کی اجازت نہ دے دے۔ بیع موقوف کی صورتیں یہ ہیں:

(۱) غلام اور (۲) نابالغ بچے جن کی خرید و فروخت پر پابندی ہو، ان کی بیع آقا، والد یا وصی کی اجازت پر موقوف ہے۔ (۳) تجارتی معاملات میں مناسب سمجھ بوجھ سے عاری شخص (سفیہ) کی

خرید وفروخت کا معاملہ قاضی کی اجازت تک موقوف رہے گا۔ (۴) مال مرہون، (۵) کرایے پر دی ہوئی چیز، اور (۶) بٹائی پر دی ہوئی زمین کی فروخت بالترتیب مرتہن، کرایہ دار اور مزارع کی منظوری پر موقوف رہے گی، تاہم اگر دونوں فریق عقد اجارہ ختم کردیں، یا مرتہن راہن کو مال مرہون اس بناء پر واپس کردے کہ راہن نے قرض ادا کردیا ہے یا مرتہن نے اپنا قرض چھوڑ دیا ہے، تو ایسی صورت میں بیع نافذ ہوجائے گی اور مشتری کو فروخت شدہ چیز کی سپردگی بائع پر لازم ہوجائے گی۔ (۷) اسی طرح اگر بائع بیچی ہوئی چیز کو جس پر مشتری قبضہ کرچکا ہے، کسی اور کو بیچ دے تو ایسی صورت میں بھی بیع اصل مالک، یعنی مشتری کی منظوری کے بغیر جائز نہیں۔ اسی طرح منقولہ اشیاء پر قبضے کے بغیر ان کی آگے فروخت درست نہیں۔ جائیداد اور غیر منقولہ اشیاء کی قبضے سے پہلے فروخت کے معاملے پر فقہاء (فقہائے احناف) میں اختلاف ہے۔ (۸) مرتد شخص کی خرید وفروخت بھی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیع موقوف ہے۔ (۹) اگر کوئی چیز اس پر لکھی ہوئی قیمت پر فروخت کی جائے، جبکہ مشتری اس لکھی ہوئی قیمت سے لاعلم ہو تو یہ بیع اس وقت تک نافذ نہیں ہوگی، جب تک خریدار مجلس معاہدہ میں اس لکھی ہوئی قیمت سے آگاہ نہ ہوجائے۔ (۱۱) اس سے ملتی جلتی صورت یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے کہ اس چیز کی تم اتنی قیمت دے دو، جتنی فلاں سے میں نے وصول کی اور مشتری کو اس نے نہیں بتایا کہ فلاں نے کتنی قیمت دی تھی۔ یہ بیع بھی مشتری کی مجلس معاہدہ میں قیمت کی آگاہی تک موقوف رہے گی۔ (۱۱) غصب شدہ مال کی فروخت کا معاملہ بھی اس وقت تک موقوف رہے گا، جب تک غاصب غصب کا اعتراف نہ کرلے، یا اس کے انکار کی صورت میں غصب شدہ چیز کا مالک اس کے خلاف غصب کا کوئی ثبوت نہ لے آئے۔ (۱۲) دوسرے کے مال کو بغیر اس کی پیشگی اجازت کے بیچنا بھی بیع موقوف ہے، جب تک فروخت شدہ چیز کا مالک اس کی منظوری نہ دے دے۔ (فتح القدیر ۶:۴۲-۴۳)

عالمِ اسلام کو ربیع الاول کی آمد کی پیشگی مبارکباد

(مجلس ادارت مجلہ فقہ اسلامی)

القسم العربى

مجلة الفقة الاسلامى

تصدر من

اكاديمية الفقة الاسلامى المعاصر

ص ب ١٧٧٧٧ گلشن اقبال

كراتشي باكستان

رئيس التحرير

الاستاذ الدكتور / نور احمد شاهتاز

......☆......

مساعد رئيس التحرير

الاستاذ غلام نصير الدين نصير

الاستاذ محمد صحبت خان

فهرس الموضوعات

النظام المصرفى الاسلامى